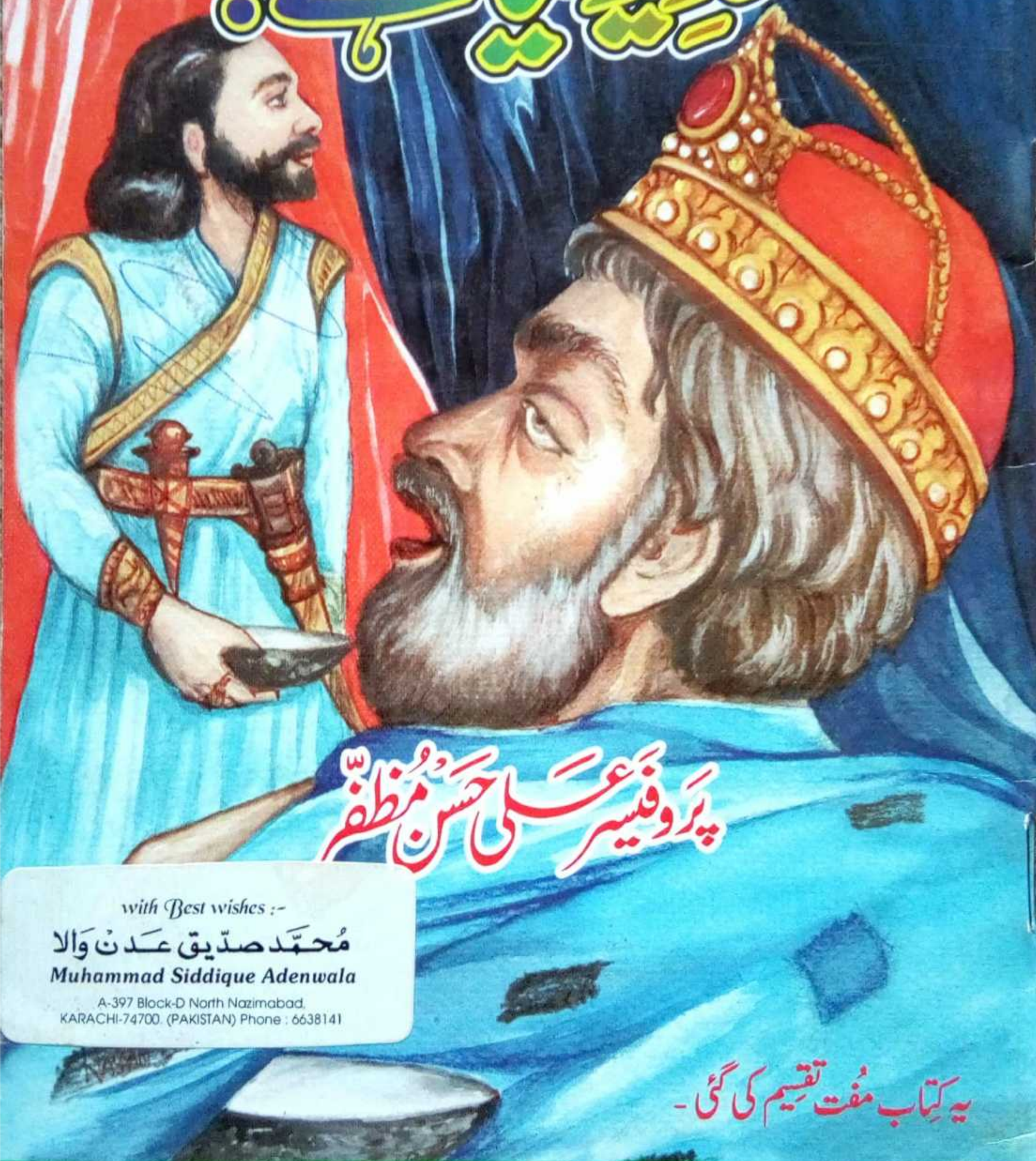
تقدیر کیا ہے؟



مِنجانب: آپ کا ایک خیر خواہ بھائی

رابطہ کیلئے پتہ
پوسٹ بکس نمبر 81 کراچی 74200

یَومُ الحِسَابْ یَعْنِی قِیامَت کادِن
جزاءو سزا کا فیصلہ ہو گا

مُحتاجِ دُعاء

میری وَالِدہ مَاجِدہ ذَکیہَ اِقبَال (مَرحُومہ) زَوجہ شیخ علاؤالدّین

اور

میرے بھائی سُہیل اَکبر شیخ مَرحُوم و مَغفُور

کی اللہ ربِّ العَالمینْ مَغفرت فرمائے اَور اَپنے جوَارِ رحمَت میں اَعلیٰ و ارفع مُقام عَطافرمائے۔ آمین ثُمَّ آمین۔

اَحسَن عبّاس

تقدیر کیا ہے؟

پروفیسر علی حسن مظفرّ

منجانب: آپ کا ایک خیر خواہ بھائی

رابطہ کے لئے پتہ : پوسٹ بکس نمبر 81 کراچی نمبر 74200

یہ کتاب مفت تقسیم کی گئی۔

یہ مضمون ہم نے جناب پروفیسر علی حسن مظفّر صاحب
کی کتاب ''قرآن کی فریاد'' سے لیا ہے۔
(مجھے سمجھ کر پڑھو)
ہم اُن کی اجازت سے یہ مضمون

''تقدیر کیا ہے؟''

کتابچہ کی شکل میں شائع کر رہے ہیں۔
اللہ تعالیٰ اُنہیں جزاءِ خیر عطا فرمائے۔
(آمین)

اشاعتِ ثانی
مؤرخہ ۲۰ فروری ۲۰۰۱ء

احسن عباس

فہرستِ مضامین



وَمَآ اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ
فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ ○
(سُورۃ الشُّورٰی۔ آیت ۳۰)

''جو مُصیبَت بھی تُم پر آتی ہے، تُمہارے
اَپنے ہی ہاتھوں کی لائی ہوتی ہے''

ذَرا تقدِیر کی گہرائیوں میں ڈُوب جا تُو بھی
کہ اِس جَنگاہ سے مَیں بَن کے تَیغِ بے نیَام آیا
علّامہ اِقبالؒ

تقدیر کیا ہے؟

اِس بات سے تو ہم سب آگاہ ہیں کہ آج کا اِنسان، صَدیوں پُرانے اِنسان سے بِالکل مُختلِف ہے۔ اُس دَور کا اِنسان بے بَس، کمزَور، بے سَرو سَامان، ناتوَاں اَور نِہتّا تھا۔ اُس کے ہر طَرف سَر بفَلک پہاڑ، بھیانک چٹّانیں، بحرِ بے کراں، دَہشت اَنگیز تلاطُم، پُرشَور دَریا، تَباہ کُن طُوفان، مُسلسل بارشیں، لرزہ خیز گرَج چمک، اور کَڑک، ہَیبت ناک کوہِ آتِش فشاں، آتِشیں زَلزَلے، مُہیب جَنگلات، عَظیمُ الجُثّہ حَیوانَات، خَوفنَاک اور خُونخوَار دَرِندے تھے اَور اُس کے پاس اُن کی مُدافِعَت کا کوئی سَامان نہیں تھا۔ اَب اَیسے بے سہارا اِنسان کے لئے کِسی خطَرناک قُوّت کی مُدافِعَت کا طَرِیقہ ایک ہی ہوتا ہے کہ وہ اِس قُوّت کے سامنے جُھک جائے۔ رَوئے، گِڑگِڑائے اور اُس سے رحم کی دَرخَواست کرے۔ اُس اِبتَدائی دَور کے اِنسان نے اُن مُہیب قُوتّوں کی تبَاہی سے بچنے کے لئے یہی طَرِیقہ اِختیار کیا۔ علی الصّبح جب مَشرِق سے سُورج نمُودار ہُوا تو یہ اُس کے سامنے ہاتھ جَوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ آسمان سے بادل کی گرَج، بجلی کی چمک اور رَعد کی کَڑک، رُوح فَرسا ہُوئی تو یہ اُن کے سامنے سجّدہ ریز ہو گیا۔ دَریا کی طُغیَانیاں دیکھیں تو گِڑگِڑانا شُروع کر دیا۔ شیر کو دَھاڑتے دیکھا تو اُسے دیوَتا بنا لیا، آگ کو جَلتے دیکھا تو اُسے ''اَگنی دَیوی'' کا نام دے کر پُوجنے لگ گیا۔ اِس طَرح اُس نے یہ یقِین پُختہ کر لیا کہ اِنسان بِالکل مجبُور ہے اَور یہ دُنیا میں اِنسان کا اَپنے بارے میں پَہلا تَصَوّر

تھا۔ لیکن ظاہر ہے کہ ذہنِ اِنسانی کے اِس تَصّور کا، کائناتی حوادِث پر تو کچھ اَثر نہیں پَڑ سکتا تھا اُنہیں تو قوانینِ خُداوَندی کے مُطابق رُونُما ہونا ہی تھا اَور وہ اِس طَرح رُونما ہوتے رہے۔

پَرستِش کا دَور

اَب اِنسان کی اِس بے بَسی سے چَند زِیرک ہُوشیار اور مَکّار لوگوں نے فائدہ اُٹھایا اَور اُن سے کہا جس طَرح ہَم کہتے ہیں اِسی طرح کرو تو دیکھو، یہ دَیوی، دَیوَتا کِس طَرح تُمہاری مُرادیں پُوری کرتے ہیں اِس طَرح بُت پَرستی شُروع ہُوئی اَور تارِیخِ اِنسانیت میں یہ دَور عہدِ پَرستِش کہلاَتا ہے۔

جَادُو کا دَور

اَب اِنہی ہُوشیار لَوگوں نے اَپنا جَال وَسیع کیا کہ دَیوی دَیوَتاؤں کو خُوش کرنے کے لئے ''عملیَات'' کا تَصّور پَیدا کیا۔ اِس طَرح جَادُوٹُونے، ٹُوٹکے گَنڈے اَور دَھاگے کا تَصّور وَجُود میں آیا یہ دَور عہدِ سحر کہلاتا ہے۔ یہ وہ دَور ہے جو وَحی کی رَہنُمائی سے محرُوم تھا۔ اِنسان خُود ہی مُختلف اَشیاء کے بارے میں اَپنے ذہن سے تَصّورات قائِم کرتا تھا۔ اُس کے تَصورّات کو بعد میں مذہَب کی اصطِلاح سے تَعبیر کر دیا گیا۔

وحی کا دَور

پھِر جب اللہ تعَالیٰ کو اِنسان کی اِصلاح مقصُود ہُوئی تو اُس نے اَنبیاء کا سِلسلہ جَاری کیا۔ اُن کو وَحی کے ذَرِیعے ''تَعلِیم حَق'' دِی کہ وہ اِنسانوں کو

سمجھائیں کہ وہ اپنی حقیقت کو سمجھیں، کائنات کے وجود کو سمجھیں اور سب سے بڑھ کر اِس کائنات کے خالقِ حقیقی کو پہچانیں پھر اِسی وَحی کے ذریعے اِنسان کو دُنیا اور آخرت کی زندگیوں کا تصوّر دِیا گیا۔ یہ دَور ''عہدِ وَحی'' کہلاتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ اِس کی بہترین تخلیق ''اِنسان'' نے تو اَجرامِ فلکی، کائناتِ اَرضی اور درِندوں کی پُوجا شرُوع کر دی ہے تو یہ اللہ کو بہت بُرا لگا اور بات بھی بُری تھی کہ اِنسان ''خالقِ حقیقی'' کو چھوڑ کر سُورج، چاند، سمندروں، آب و آتش اور سانپوں اور شیروں کی پُوجا شرُوع کر دیں اُس نے پھر اِنسان کی اِصلاح کے لئے انبیاء کا سِلسلہ شرُوع کیا۔ چُنانچہ تخلیقِ آدم سے کئی ہزار سال بعد حضرت نُوح ؑ اِنسان کی تبلیغ و اِصلاح کیلئے آئے اور یہ سِلسلۂ انبیاء میں پہلے نبی تھے۔

اُنہوں نے قوم کو ۹۵۰ سال تبلیغ کی کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، وُہی خالقِ کائنات اور معبُودِ یکتا ہے، وُہی زندگی اور موت، اولاد اور رِزق دینے والا ہے۔ لیکن قوم نے اُن کی بات نہ مانی اور قوم بُت پرستی، آتش اور جَل پرستی میں مُبتلا رہی۔ قوم اور قوم کے افراد تو کیا، حضرت نُوح ؑ کا اپنا بیٹا بھی خُدائے واحد پر اِیمان نہ لایا وہ بھی کئی خُداؤں کا ہی پجاری رہا۔

اللہ تعالیٰ کو اُس قوم کی یہ سرکشی پسند نہ آئی اور سِوائے چند اِنسانوں اور جانوروں کے (جنہوں نے نُوح ؑ کی کشتی میں پناہ لی) سب کو پانی میں غرق کر دِیا۔

وَحی کے ذَرِیعے

اللہ تعالٰی کو کیُونکہ ہر صُورت میں اِنسان کی اِصلاح مقصُود تھی اِس لئے اَنبیاء کا سِلسلہ مُحمّد رَسُولَ اللہ صَلیَّ اللہُ عَلیہِ وَسلّم تک جاری رہا مگر اِنسان اِجتماعی طَور پر غافِل ہی رہا۔ حَالانکہ اِنسان کو وَحی کے ذَرِیعے بتَایا گیا کہ:

(۱) زمین و آسمان کی یہ کائنات کِسی اِتّفاق یا حادِثہ سے وجُود میں نہیں آئی بلکہ اِس کو ایک علِیم و حکیم ہَستی نے ایک مُتعیّن پَروگرَام کے مُطابِق پَیدا کیا ہے اَور اِس کے ساتھ ہی اِس کائنات کو چلاَنے کے لئے، مُستحکم قَوانین، بنَائے ہیں یہ قوَانین اللہ کی ذَات کا پَرتو ہیں۔

(۲) اِنسان کے عِلاوہ کائنَات کی ہر شئے، اِن قوَانین کے مُطابق زِندگی بَسر کرنے کے لئے مجبُور ہے۔ لہٰذا کائنَات میں جو وَاقعہ رُونُما ہوتا ہے وہ اِن قوَانین کے مُطابق ہوتا ہے۔

(۳) خَارجِی کائنَات ''قانُونِ عِلَّت و معلُول'' کی پابَند ہے جب کہ اِنسان قانُونِ مُکافَات کا پابَند ہے۔ دَونوں قوَانین اَپنی اَپنی حدُود میں کوئی نہ کوئی نتیجہ ضرُور مُرتّب کرتے ہیں۔

(۴) کائنَات کو اِنسان کے لئے مسخّر کر دیا گیا ہے اَور ساتھ ہی یہ صَلاحِیّت بھی دے دِی ہے کہ اِنسان اَشیائے کائنَات سے مُتعلّق قوَانین کا عِلم حاصِل کرے۔ اِس بِناء پر اِنسان مجبُور نہیں، کائنَات مجبُور ہے۔ اِس لئے اَشیائے کائنات سے ڈَرنے کی ضرُورت نہیں۔

(۵) اَشیائے کائنَات تو مجبُور ہیں اِس لئے وہ کِسی عمَل یا اِس کے نِتیجہ

کے لئے اللہ تعالیٰ کے آگے جوَاب دِہ نہیں، مگر اِنسان مجبُور نہیں، اِس کو اِختیار دِیا گیا ہے کہ وہ جو جی چاہے کرے۔

عمَل کرنے میں تو اِنسان با اِختیار ہے، مگر نتیجہ پر اِس کا کوئی اِختیار نہیں اَور یہ نتیجہ ہی اِس کی ''تقدِیر'' ہے۔ اَب اَچھّے عمَل کا نتیجہ اَچھّی تقدِیر ہو گا اَور بُرے عمَل کا نتیجہ بُری تقدِیر ہو گا۔

کائنَات اَور اِنسان

اَشیائے کائنَات، اِنسان کی خادِم اَور ساجِد ہیں۔ اَب یہ اِنسان کا کام ہے کہ وہ اِن خادِمین اَور ساجِدین سے فائدہ اُٹھائے مثلاً ہَواؤں کا سَمندروں سے بُخارات لے کر اُٹھنا، بادلَوں کا فِضاؤں میں اُبھرنا اَور پھر کِسی جگہ بارش کی صُورت میں بَرسنا۔ یہ کائنَات کی اِنسان کے لئے خِدمت ہے، اَب بارش کو دَریاؤں، جِھیلوں میں مُنتقل کرنا، اُس سے بَجلی پَیدا کرنا، اُس پانی کو کھیتوں تک پہُنچانے کے لئے نَدی، نالوں میں مُنتقل کرنا، اِنسان کا عمَل ہے کہ وہ قُدرت کی اِس نعمَت سے فائدہ اُٹھاتا ہے کہ نہیں۔

بارش کے عمَل میں، ہَواؤں اَور بادلوں کا کوئی اِختیار نہیں، یہ چیزیں اللہ کے قوَانِین کی پابَند ہیں۔ اَب اگر یہ بَادل کِسی جگہ سَیلاب لے آتے ہیں، بَستیاں تَباہ کر دیتے ہیں اَور خُود رَو جَنگلات آباد کر دیتے ہیں تو یہ اَپنے عمَل کے کِسی نتیجہ کے لئے اللہ تعَالیٰ کے آگے جوَاب دِہ نہیں، کیُونکہ یہ مجبُور ہیں۔ لیکن اَگر اِنسان اللہ کی اِس نعمَت سے فائِدہ نہیں اُٹھاتا، پانی بِلا اِستعمال ضائع ہو جاتا ہے، تو اِنسان اِس کوتاہی پر اللہ تعَالیٰ کے آگے بھی جوَاب دِہ ہے اَور اَپنی قَوم کے آگے

بھی، اَب اگراُس کی اِس کوتاہی سے اُس کونقصان ہوتا ہے تو یہ اُس کے عمل کا نتیجہ ہے جواُس کی تقدِیر ہے۔

عالمِ اَمر اَور عالمِ خلَق

عالمِ اَمر (کُن فیکُون) میں کوئی قانون نہیں۔ یہ محض اللہ کا حُکم ہے۔ لیکن عالمِ خلَق اللہ کے قوانین کا پابند ہے۔

اَمر ایک پَروگرَام ہے جِسے عالمِ اَمر میں مُتعیّن کیا تھا، جس کو وہ عالمِ خلَق میں بتدرِیج تکمیل تک پُہنچاتا ہے۔

مثلاً بچّے کی پیدائش ایک اَمر ہے۔ جو عَالمِ اَمر میں مُتعیّن ہو چُکا ہے۔ اَب اِس کی تکمیل عالمِ خلَق میں بتدرِیج ہوگئی۔ اِس طَرح درَخت کا پھل ایک اَمر ہے جو عالمِ اَمر میں مُتعیّن ہو چُکا ہے۔ اَب اِس درَخت کی تکمیل بتدرِیج ہوگی۔

اللہ کا دِن

دُنیا میں کِسی کام کی تکمیل کی مُدّت کا تعیّن ۲۴ گھنٹے کے دِن سے ہوتا ہے لیکن اللہ تعالٰی کا ایک ایک دِن ہمارے حِساب وشُمار سے ہزار ہزار سال (۳۲/۵) (كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝) بلکہ پچّاس پچّاس ہزار سال (۷۰/۴) (كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝) کا ہوتا ہے۔

اللہ نے جب زمِین وآسمَان پیدا کرنے کا پَروگرَام عالمِ اَمر میں بنَا لیا تو کُن فیکُون کہہ کر عالمِ خلَق کے سپُرد کردِیا اَور عالمِ خلَق نے اُن میں سے کوئی کام ہزار ہزار برَس میں مُکمّل کیا اَور کوئی کام پچّاس پچّاس ہزار برَس میں مُکمّل کیا۔

اِنسان خُود کاتبِ تقدِیر ہے

ہر عمَل کا ایک نتیجہ ہے اَور یہی نتیجہ اِس عمَل کرنے والے کی تقدِیر ہے۔ کیُونکہ عمَل کا نتیجہ قانُونِ مَکافاَت کی بھٹّی میں ڈھل کر باہر آتا ہے اَور قانُونِ مَکافاَت کیُونکہ اٹل ہے اِس لِئے نتیجہ بھی اٹل ہے۔ اَب نتیجہ کیُونکہ اَعمال کا نتیجہ ہے اِس لِئے تقدِیر بھی اٹل ہے۔ قوانین کیُونکہ اللہ تعالٰی کے بنائے ہُوئے ہیں اِس لِئے ہم تقدِیر کو اللہ تعالٰی کی طَرف منسُوب کر دیتے ہیں۔

اِنسان دُنیا میں ایک صاف سلیٹ (لَوح سَادہ) لے کر آتا ہے۔ پھر اَپنے اَعمال سے اِس لَوح سَادہ پر کچُھ نقش کرتا رہتا ہے۔ یہ عمَل ساتھ ساتھ یا قانُونِ مہلت کے مُطابق جلد یا بدیر ایک نتیجہ مُرتّب کرتے ہیں تو گویا اِنسان اِس لَوحِ سادہ پر اَپنی "تقدِیر" آپ لِکھتا رہتا ہے۔

جِس کو علاّمہ اِقبال یُوں فرَماتے ہیں ؎

تُو اَپنی سَر نوِشت آپ اَپنے قلم سے لکھ
خالی رَکھّی ہے خامۂ حَق نے تیری جَبیں

اللہ تعالٰی خُود زمین پر نہیں آتا

کائنَات میں جو کچُھ بھی اللہ کے قوانین کے مُطابق ظہُور میں آتا ہے اُسے خُود اللہ تعالٰی کی طَرف اِس لِئے منسُوب کیا جاتا ہے کہ یہ سب اِن قوانین کے مُطابق ہوتا ہے جو اللہ تعالٰی نے مُقرّر کر رکھّے ہیں۔ اللہ تعالٰی خُود زمین پر نہیں آتا وہ سب کام اِنسان کے ہاتھوں کرواتا ہے لیکن منسُوب اَپنے نام کر لیتا ہے مثلاً بَیعتِ

رِضوان کے وقت، اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ ؕ
یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ ۚ

''(اے رسُولؐ) جو لوگ تجھ سے مُعاہدہ اُستوار کر رہے تھے وہ تجھ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے مُعاہدہ کی تجدید کر رہے تھے۔ اُس ''بیعت'' کے وقت، اُن کے ہاتھ پر تیرا ہاتھ نہیں، خُود اللہ تعالیٰ کا ہاتھ تھا۔'' (سُورۃ الفتح۔آیت نمبر۱۰)

یہ ہی وہ مَقام ہے جہاں حضرت اِبراہیمؑ پُکار اُٹھتے ہیں کہ،

اَلَّذِیۡ خَلَقَنِیۡ فَہُوَ یَہۡدِیۡنِ ﴿۷۸﴾ۙ وَالَّذِیۡ ہُوَ
یُطۡعِمُنِیۡ وَیَسۡقِیۡنِ ﴿۷۹﴾ۙ وَاِذَا مَرِضۡتُ فَہُوَ
یَشۡفِیۡنِ ﴿۸۰﴾۪ۙ وَالَّذِیۡ یُمِیۡتُنِیۡ ثُمَّ یُحۡیِیۡنِ ﴿۸۱﴾ۙ

''اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے مجھے پَیدا کیا اور پھر سِیدھا رَاستہ دِکھایا۔ وُہی ہے جو مجھے کھِلاتا ہے پلاتا ہے اَور جب مَیں بیمار پڑتا ہُوں تو مجھے شِفا دیتا ہے۔ پھر وُہی مجھے مارے گا اَور مَرنے کے بعد وُہی زِندہ کرے گا۔'' (سُورۃ الشعراء۔آیت نمبر۷۸تا۸۱)

اِس طَرح سُورۃ اَلرَّحمٰن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِنسان کو پَیدا کِیا اَور بولنا سِکھایا (خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ ﴿۳﴾ۙ عَلَّمَہُ الۡبَیَانَ ﴿۴﴾) (سُورۃ الرَّحمٰن۔آیت نمبر۳تا۴)
تو اللہ تعالیٰ تو زمین پر آ کر نہ کِسی کا عِلاج کرتا ہے، نہ کِسی کو کھَانا کھِلاتا ہے، نہ کِسی کو بَولنا سِکھاتا ہے۔ یہ سب کام اِنسان کرتے ہیں لیکن اللہ تعَالیٰ اَپنے نام منسُوب کر لیتا ہے۔ اِس لئے کہ اُس نے ہی اِنسانوں میں صلاحیتیں پَیدا کی ہیں جِن کی وَجہ سے یہ سب کُچھ ہوتا ہے۔ اِس طرح قرآن میں کئی جگہ

یہ ذِکر آیا ہے کہ اللہ ہی ہے جو رَنگ بَرنگے پھَل پَیدا کرتا ہے، ہَری ہَری کھیتی اُگاتا ہے۔ ایک ہی طرح کی زمِین میں مُختلف ذائقوں کی چیزیں پَیدا کرتا ہے۔ اَب یہ کام بھی اللہ تعالیٰ اِس لئے اَپنے نام منسُوب کرتا ہے کہ اُس نے زمِین میں یہ خاصِیتّیں اَور صلاَحِیتّیں پَیدا کر دِی ہیں کہ وہ اِنسان کے عمَل کے بعد یہ نتیجہ دیتی ہیں۔ اِس طرح سُورہَ مائدہ میں فرمَایا کہ:

قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ

مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۥ

''شِکاری جانوَر جو شِکار پکڑ کر لائیں وہ بھی تُمہارے لئے حلاَل ہے۔

وہ جانوَر جِنہیں تُم اِس طرح شکاَر کرنا سِکھاتے ہو جِس طَرح تُمہیں اللہ تعَالیٰ نے سِکھایا ہے۔'' (سُورۃ المائدہ۔آیت نمبر۴)

ظاہِر ہے کہ اللہ تعالیٰ کِسی اِنسان کو یہ نہیں سِکھا تا کہ شِکار کِس طَرح کرنا چاہئے۔ اُس نے تو اِنسَان میں اِس کی صلاَحِیّت رَکھ دّی ہے اَور جو کچُھ وہ اِس فِطری صلاَحیتَّ کے مُطابِق کرتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ نے اَپنی طَرف منسُوب کیا ہے اِسی طَرح بَار بَار قُرآنِ کریم میں ذِکر ہے کہ ہَم نے اِنسان کو پَیدا کیا۔ حَالانکہ اِنسان کو پَیدا تو اُس کے ''مَاں بَاپ'' کرتے ہیں لیکن پَیدا کرنے کی طاقتَ کیُونکہ اللہ نے دِی ہُوئی ہے اس لئے یہ عمَل بھی اللہ اَپنی طَرف منسُوب کر لیتا ہے۔

اِن تصرِیحاَت سے وَاضح ہے کہ قُرآنِ کرِیم کا اندَاز یہ ہے کہ کائنَات میں جو کچُھ اللہ تعالیٰ کے قانُون کی رُو سے ہوتا ہے، یا وہ اِنسان جو کچُھ فِطرت کی عطَا کردَہ صلاَحِیتّوں کے مُطابق کرتا ہے وہ اُسے براہِ رَاست اللہ تعالیٰ کی طَرف منسُوب کرتا ہے۔

علامہ اقبالؒ نے اِسی خیال کو اِس طَرح بیَان کیا ہے

تیرے دَریا میں طُوفان کیوُں نہیں ہے؟
خُودی تیری مُسلمان کیوُں نہیں ہے؟
عبَث ہے شِکوہ، تقدِیر یزُداں
تُو خُود تقدِیر یزُداں کیوُں نہیں ہے؟

اِس خَیال کو ایک جگہ علاّمہ اقبالؒ نے یوُں بیَان کیا ہے،

ہے تابِع تقدِیر تو کافِر ہے مُسلمان
مَؤمن ہے تو وہ آپ ہے تقدِیر اِلٰہی

اَہّم نُکتہ

یہاں یہ بات سمجھنے وَالی ہے کہ تقدِیر پہلے سے طَے شُدہ کوئی چیز نہیں بَلکہ اِس کو اَعمال تعیُّن کرتے ہیں۔ مؤمنوں کے اَعمال کیوُنکہ اللہ کے قَوانین کے مُطابِق ہوتے ہیں اِس لئے اللہ اِن کے اَعمال کی خُود ''تقدِیر'' بَن جاتا ہے۔

دُوسری بات یَہاں یہ سمجھنے کی ہے کہ اللہ خُود خَیر ہے اِس لئے اُس کی تقدِیر بھی خَیر ہے لیکن جب اِنسَان ''شَرّ'' وَالے کام کرتا ہے اَور یہ کیوُنکہ اللہ کے قَوانین کے خِلاف ہوتے ہیں اِس لئے وہ اُنہیں اَپنی طَرف منسُوب نہیں کرتا۔

اَعمال کا بَدلہ

اللہ فَرماَتا ہے:

اَلۡیَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۸﴾

''کہ جو کُچھ تُم کرتے تھے آج تمہیں اُس کا بَدلہ مِلے گا۔'' (سُورۃ الجاثیہ۔آیت ۲۸)

ظاہر ہے یہ وُہی نتیجہ ہوگا جو قانونِ مکافات مُرتّب کرے گا۔

هٰذَا كِتٰبُنَا ○

''یہ کِتاب میں لِکھّا ہے۔'' (سُورۃ الجاثیہ۔آیت ۲۹)

اِس کا مَطلَب تقدیرُنہیں کہ اللہ نے پہلے لِکھ رَکھّی ہے ''کِتاب میں ہے'' کا مَطلَب ہے کہ اللہ کےعِلم میں ہے۔ جَیسا کہ سُورۃ الانعَام آیت ۵۹ میں ہے۔

وَيَعۡلَمُ مَا فِي الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ ؕ وَمَا تَسۡقُطُ مِنۡ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعۡلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيۡ ظُلُمٰتِ الۡاَرۡضِ وَلَا رَطۡبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيۡ كِتٰبٍ مُّبِيۡنٍ○

1. بحر و بَر میں جو کچھُ ہے اللہ تعالیٰ کو اُس کا عِلم ہے۔
2. جو پتّا بھی کِسی دَرخت سے گِرتا ہے اللہ تعالیٰ کو اُس کا عِلم ہے۔
3. زمین کی تارِیکیوں میں بھی جو کچھُ ہے وہ سب کِتاب میں ہے یَعۡنِی اُس کے عِلم میں ہے۔

غَلط تَرجُمہ

اَب بَعض لوگوں نے تَرجُمہ ہی غَلط کر رَکھّا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے حُکم کے بغَیر ایک پَتّا بھی نہیں ہِل سکتا۔ اَب آپ فَرق خُود سمجھیں کہ عِلم میں ہونا اَور حُکم کے مُطابِق ہونا، کِس قدر مُختلف ہے۔ اِس کی مِثال یُوں دِی جاسکتی ہے کہ بادشاہ کے عِلم میں ہے کہ وَہاں ''زِناء'' ہو رہا ہے اَور دُوسری طَرح بات یُوں ہوگی کہ ''زِناء'' بادشاہ کے حُکم کے مُطابِق ہو رہا ہے۔

اَیسا کیُوں کیا گیا

جب خِلافت، مُلوکیّت میں بَدلی تو حاکِمِ وَقت نے چاہا کہ عَوام میں یہ

شعور ہی نہ آئے کہ وہ اپنے خلاف کسی سازش یا ظلم کو حاکمِ وقت کی طرف منسوب کریں۔

چنانچہ انہوں نے مذہبی پیشوائیت سے گٹھ جوڑ کیا کہ وہ کوئی ایسا طریقہ اختیار کریں کہ ہر مصیبت اور الم کو عوام یہ سمجھ کر برداشت کریں کہ سب کچھ پہلے سے ہی اُن کی تقدیر میں لکھا ہوا ہے۔ چنانچہ درباری عُلماء نے (بلفظ دیگر مذہبی پیشوائیت) حاکمِ وقت کا ساتھ دیا اور عوام سے یہ وعظ کہنا شروع کر دیا کہ دُنیا میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر ایک پتّا بھی نہیں ہل سکتا۔ اللہ جسے چاہتا ہے رزقِ فراخ دیتا ہے اللہ جسے چاہتا ہے عذاب یا ذلّت دیتا ہے۔ یہ جو تمہارے حاکم بنے بیٹھے ہیں انہیں اِس کا کیا اختیار تھا کہ حاکم بن جاتے انہیں حاکم اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ پھر جو کچھ یہ کرتے ہیں انہیں اُس کا بھی کس طرح اختیار ہو سکتا تھا کہ اپنی مرضی سے ایسا کرتے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہو رہا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی ایسی نہ ہوتی تو یہ خراب روش کس طرح اختیار کر سکتے تھے۔ اِس لئے اُن کے ظلم کے خلاف لب کشائی کرنا تو ایک طرف دل سے اُن کے خلاف خیال تک پیدا نہ ہونے دینا چاہئے اگر تم نے ایسا کیا تو اِس کا مطلب یہ ہو گا کہ تم اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اُس کی مرضی کے خلاف شکایت کر رہے ہو۔ یہ کفر ہے۔ الحاد ہے، ارتداد ہے، توبہ کرو۔ ہزار بار توبہ کرو۔

اِس وعظ کا نتیجہ

اِس تبلیغ اور وعظ کا نتیجہ یہ ہُوا کہ ہمارے ہاں یہ عقیدہ راسخ ہو گیا کہ ہر مُصیبت اللہ تعالیٰ کی مرضی سے وارد ہوتی ہے اِس پر اِنسان کو "صبر شُکر" کرنا چاہئے۔

لیکن اللہ فرماتا ہے

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ ○

(سورۃ الشوریٰ۔ آیت نمبر ۳۰)

کہ ''جو مُصیبَت بھی تُم پر آتی ہے، تُمہارے اَپنے ہی ہاتھوں کی لائی ہوتی ہے'' یَعنیٰ جب اِنسان کوئی غلط عَقِیدہ اَپنا لیتا ہے اَور اُس کے مُطابق عَمل کرتا ہے تو اِس کا نتیجہ لازماً مُصائِب وآلام ہی ہوتے ہیں۔

تَضاد کیُوں؟

یہاں ایک سَوال پیدا ہوتا ہے کہ قُرآن کا دَعویٰ ہے کہ اُس کے مِن جانِب اللہ ہونے کی دَلیل یہ ہے کہ اِس میں کوئی تضادّ نہیں۔ لیکن جب ہَم مندَرجہ ذَیل دو آیات کا موَازنہ کرتے ہیں کہ:

آیت نمبر۱: اللہ کے حُکم کے بغَیر تُمھیں کوئی تکلِیف نہیں پُہنچ سکتی۔

(قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ)

(سُورۃ النِساء۔ آیت ۷۸)

آیت نمبر۲: تُم پر جو مُصیبَت بھی آتی ہے وہ تُمہارے اَعمال کا نتیجہ ہوتی ہے۔

(وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ)

(سُورۃ النِساء۔ آیت ۷۹)

تو بظاہِر اِن دَونوں آیات میں اِختلاف ہے مگر اَیسا نہیں صِرف سَمجھنے کی بات ہے۔ اللہ کا حُکم دَراَصل اَعمال کے نتائج کا اِعلان ہوتا ہے۔ جیسے ہائی کوَرٹ میں کوئی کیس چل رہا ہو تو ایک دِن اَیسا آ جاتا ہے کہ جج حکم سُناتا ہے۔ صَاف ظاہِر

ہے کہ جج تمام مقدّمہ کی تمام کارروائی کو ذہن میں رکھ کر حکم سُناتا ہے اَب جو حُکم بھی وہ سُنائے دراصل مُدّعی یا مُدّعا الیہ کے اَعمال کا نتیجہ ہوتا ہے اِس طرح ذرا بغور دیکھیں تو دونوں آیات میں کوئی تضاد نہیں۔

عِزّت، ذِلّت، رِزق

قرآنِ کریم میں ہے:

وَلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

(سُورۃ النحل۔ آیت ۹۳)

اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے گُمراہ کر دیتا ہے،

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ

(سُورۃ آلِ عِمران۔ آیت نمبر ۲۶)

اللہ جسے چاہتا ہے عِزّت دیتا ہے جسے چاہتا ہے ذِلّت دیتا ہے۔

اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ

(سُورۃ الزُمر۔ آیت نمبر ۵۲)

اللہ جسے چاہتا ہے رِزق فراخ دیتا ہے، جسے چاہتا ہے تنگ دستی دیتا ہے،

اَب سَوال

یہ ہے کہ وہ کَب اور کیوں چاہتا ہے؟

جب اِنسان اللہ کے قوانین کی پَیروی کرتا ہے تو اللہ چاہتا ہے کہ اِس کو ہدایت دے دے اور جب اِنسان مُسلسل سَرکشی کرتا ہے تو اللہ نہیں چاہتا کہ اُسے ہدایت دے بَلکہ وہ غَضَب ناک ہو کر اُس کے دِل پر ''مُہر'' لگا دیتا ہے کہ کوئی ہدایت کی بات اُس کے دِل میں اُترے ہی نہ۔ اِس طرح رِزق کا مُعاملہ ہے کہ

جب اِنسان اِس کے لئے محنت ہی نہیں کرتا اَور اللہ کے قانُون کے مُطابق رِزق حاصِل کرنے کی کوشِش نہیں کرتا تو اُس کا رِزق تنگ ہو جاتا ہے جَیسا کہ سُورۃ نجم میں ہے کہ

وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰیۙ

(سُورۃ النجم۔آیت نمبر۳۹)

"جِتنی کوئی کوشِش کرتا ہے اُتنا ہی اُس کو صِلہ دیتے ہیں"

اَور اِسی طَرح عِزّت اَور ذِلّت کا مُعامَلہ ہے کہ جب اِنسان قوانینِ فِطرت کی خِلاف وَرزِی کرتا ہے تو قُدرت اُسے ذِلّت دیتی ہے اَور جو قوانینِ فِطرت کے مُطابِق زِندگی گزُارتے ہیں تو اُسے عِزّت دیتی ہے۔ یہ باتیں دَراَصل اَعمال کا نتیجہ ہیں۔

اِس کے بَرعکس کیُوں؟

بَعض اَوقات اَیسا ہوتا ہے کہ نہ ہی محنت کے مُطابِق رِزق مِلتا ہے اَور نہ ہی شَرافت کے مُطابِق عِزّت تو اِس کا ذِمہ دار اللہ تعالیٰ نہیں بلکہ حکُومت ہے کہ حکُومتیں اَپنے مُلک میں نظامِ عَدل قائم کرنے میں ناکام رہی ہیں جِس کی وَجہ سے معصُومَوں پر ظُلم ہوتا ہے۔ غریبَوں پر بُھوک طَاری رہتی ہے۔ ظالِم دَندناتے پِھرتے ہیں۔ عَورتیں اِغواء ہوتی ہیں۔ بچّے قتل ہوتے ہیں۔ یہ بھی مکافاتِ عَمل ہے لیکن اَفرادَ کا نہیں حکُومت کا اَور اِس عَمل کے نتیجے میں ایک دِن حکُومت کا تختہ اُلٹ جاتا ہے۔ بادشاہ مفرُور ہو جاتا ہے اَور دَربَدر ہو کر پناہ ڈُھونڈتا ہے مگر اُسے پناہ دینے والا کوئی نہیں مِلتا۔

اَب اِس تصویر کا دُوسرا رُخ بھی ہے کہ وہ اَفراد بھی غَلط ہیں جو حکُومت کی اِتباع نہیں کرتے کیُونکہ قوَم اَفرادَ سے ہے اَب اگر اَفرادَ ہی بَدکِردَار ہیں تو قوَم بحَیثیّتِ مجمُوعی بَدکِردَار ہوگی اَور اللہ تعالیٰ اَیسی قوَم کی حَالت نہیں بَدلتا۔

جیسے کہ قرآن میں ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ

(سورۃ الرعد۔ آیت نمبر ۱۱)

''اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنے اندر کوئی تبدیلی نہ کرے۔''

اور بعض اوقات وہ ایسی قوم کو تباہ و برباد کر دیتا ہے مگر وہ یونہی تباہ و برباد نہیں کرتا بلکہ یہ سب اُس کے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾

(سورۃ الانعام۔ آیت نمبر ۱۳۲)

وہ ایسا نہیں کرتا کہ کسی بستی کو ناحق ہلاک کر دے۔

افراد کے اعمال ہی قوموں کی تقدیر مرتّب کرتے ہیں جب تک قوم اللہ کے قوانین کی پابند رہتی ہے تو اُنہیں دُنیا میں عُروج حاصل رہتا ہے اُن کی تقدیریں روشن رہتی ہیں جونہی وہ قوم اللہ کے قوانین کی خلاف ورزی کرتی ہے تو وہ تباہ ہو جاتی ہے۔ اِس خیال کو علاّمہ اقبالؒ نے یوں بیان کیا ہے ؎

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے مِلّت کے مُقدّر کا سِتارہ

جب کوئی قوم اللہ کے قانون سے اِعراض برتنا شروع کر دیتی ہے تو اُس پر زوال آنا شروع ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اُن سے حکومت چھِن جاتی ہے۔

اِرشادِ ربّانی ہے

اِلَّا تَنفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَاباً اَلِيماً ۵ لا وَّيَسْتَبْدِلْ
قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا ؕ

"تو پھر تم پر اَلمناک عذاب مُسلّط ہو جائے گا اور یہ وہ عذاب ہو گا کہ تمہاری جگہ اَور قوم لے لے گی اور تم اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔" (سُورۃ التوبہ۔آیت نمبر ۳۹)

ہَم نے جو پڑھا اور سُنا

''کہ ہر آنے وَالی مُصیبت پہلے سے مُقدّر ہوتی ہے۔ اُسے کاتبِ تقدیر نے ہر ایک کی قِسمت میں پہلے ہی لکھ رکھّا ہوتا ہے اَور اِنسان کچھ بھی کیوں نہ کرے وہ آ کر رہتی ہے اَور جب حقیقت یہ ہے کہ اِنسان جو جی میں آئے کر لے آنے وَالی مُصیبت ٹل نہیں سکتی تو اِس پر رَونا رُلانا کیسا۔ اِنسان کو صبر شُکر کر کے بیٹھ رہنا چاہئے اُس کو ''رَاضی بَرضا'' کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی علامت ہے۔''

سب سے پہلے تو یہ دیکھئے کہ اِن آیات کے اِس مفہُوم کی رُو سے، اللہ تعالیٰ کے قانُون مکافاتِ عمَل کی ساری عمارت، جو دِین کی اَصل اَساس ہے، دَھڑام سے نیچے آ گرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے یہ اِرشادات کہ :

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝۳۹

(سُورۃ النجم۔ آیت نمبر ۳۹)

(۱) کہ اِنسان کو وُہی کچھ مِلتا ہے جِس کیلئے وہ کوشش کرتا ہے۔

وَمَآ اَصَابَكَ مِنۡ سَيِّئَةٍ فَمِنۡ نَّفۡسِكَ ؕ

(سُورۃ النساء۔ آیت نمبر ۷۹)

(۲) ہر مُصیبت اِنسان کے اَپنے ہاتھوں کی لائی ہُوئی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نہ بلاوجہ کسی کو ذلیل کرتا ہے نہ ہی یُونہی اُسے عِزّت بخشتا ہے۔

اِس طَرح اگر اِن آیات کا مذکُورہ مفہُوم دُرست سمجھ لیا جائے تو یہ اِرشاداتِ خُداوندی کی (معاذ اللہ) نفی ہے۔ کیُونکہ قُرآن کا مِن جانِب اللہ ہونا دَلیل ہی یہ ہے کہ

''اِس میں کوئی تضاد نہیں'' (سُورۃ النساء۔ آیت نمبر ۸۲)

(وَلَوۡ كَانَ مِنۡ عِنۡدِ غَيۡرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوۡا فِيۡهِ اخۡتِلَافًا كَثِيۡرًا ۝)

چُنانچہ جَیسے کے پہلے عرض کر چُکا ہُوں کہ قُرآن کو سَمجھ کر یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ اَعمال ہی کسی نتیجہ کا باعِث ہیں اَور کسی عمَل کا نتیجہ ہی اُس کی تقدِیر ہے۔

بادشَاہوں کو یہ گوارا نہ تھا

لیکن یہ بات بادشاہوں کو گوَارا نہ تھی کہ وہ عوَام کو بَاور کراتے کہ جو اُنہیں مِل رہا ہے وہ اُن کے کسی عمَل کا نتیجہ ہے کیُونکہ بادشَاہت میں رَعایا تو بے بَس ہوتی ہے بالکل بھیڑ بکریوں کی طَرح، عمَل تو بادشاہ کا ہوتا ہے اَور بادشاہ اَپنے عمَل کو غلَط کہلوانا نہیں چاہتا اِس لئے وہ اَپنے ہر عمَل کی خرَابی جِس کو (بھُوک، ننگ، بے رَوزگاری اَور بیمَاری کی صُورت میں) عوَام بھُگتے ہیں، عوَام کے سَر یہ کہہ کر تھوپ دیتا ہے کہ یہ سب کچھ اُن کی تقدِیر میں ہے۔

لطیفہ

کسی نے ایک شخص سے پُوچھا کہ جَنگل میں آ کر تُمہارا مُقابلہ کِسی شیر سے ہوجائے تو تم کیا کروگے، تواُس نے فوراً جوَاب دِیا کہ حضُور میں نے کیا کرنا ہے۔ اَب جو کچُھ کرنا ہے وہ توشیر نے ہی کرنا ہے۔

اَب جب شیر اُس کو پَھاڑ کھائے گا تو کہنے والے کہیں گے کہ یہ سب اُس کے مُقدّر میں تھا حَالانکہ حَقیقَت یہ ہے کہ اُس شخص میں اِتنی قُوّت نہ تھی کہ وہ شیر کا مُقابَلہ کرسکے۔

بالکُل یہی حَالت بادشاہ اَور رَعایا کی ہوتی ہے کہ بادشاہِ وَقت عوَام میں اِتنا شعُور اَور اِتنی قُوّت ہی پَیدا نہیں ہونے دیتا کہ "ظُلم" کا مُقابلہ کرسکیں اَور جب اُس کا ظُلم کے ساتھ آمنَا سامنَا ہوتا ہے اَور وہ پِس جاتا ہے تو کہہ دِیا جاتا ہے کہ "یہ سَب" اُس کی تقدِیر میں تھا۔ حَالانکہ ظُلم کے خِلاف لڑنے کی اِجازت ہے، جو عوَام کو نہ دی گئی۔

اِرشادِ رَبّانی ہے

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ
وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ﴿۳۹﴾

"جن لَوگوں پر مُظالم توَڑے گئے ہیں تو اُن لَوگوں کو اِجازت دی جاتی ہے کہ وہ ظالموَں کے خِلاف جَنگ کریں۔" (سُورۃ حجّ۔ آیت نمبر ۳۹)

آخری بَات

حاصِل کلاَم یہ ہے کہ اِس دُنیا میں جو کچُھ ہو رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے قانُون

کے مُطابِق ہورہا ہے۔ اِس قانُون کا نتیجہ کیُونکہ حتماً ٹھیک ہوتا ہے اِس لئے اِس نتیجہ کو کہیں تَقدِیرُ کہہ دیا گیا ہے اَور کہیں ''اُذنِ اللہ'' یَعنیٰ اللہ کی مَرضی وَاضِح رہے کہ اللہ صِرف اُنہی کاموں کا اُذن کرتا ہے جو مُرتَّب شُدہ قانُون کے مُطابِق ہوتے ہیں۔ مثلاً اَولاد دینے کا اُذن، بارش بَرسانے کا اُذن، عِزّت اَور ذِلّت دینے کا اُذن، حُکومت چِھیننے یا عطَا کرنے کا اُذن، اللہ کے قانُون کے مُطابِق جب حالات پَیدا ہو جاتے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کے اُذن کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔

اِس طَرح اللہ کے قانُون کے مُطابِق جب کچُھ اَعمال کوئی نتیجہ مُرتَّب کرتے ہیں یہ اُن اَعمال کی تَقدِیرُ ہوتے ہیں کیُونکہ قوانین اَٹل ہیں اَور اللہ تعالیٰ کی طَرف سے ہیں اِس لئے نتیجہ اَور تَقدِیرُ بھی اَٹل اَور اللہ تعالیٰ کی طَرف سے ہے۔

کِسی قَوم کی کوئی تمیز نہیں

اَعمال کا نتیجہ مُرتَّب کرنے میں اللہ کے ہاں کِسی قَوم کی کوئی تمیز نہیں۔ تلوَار جِس کے ہاتھ میں ہوگی وہ کاٹے گی اَب اللہ کِسی قَوم کو اُن کے نیک اَعمال کی وَجہ سے فتحؔ دینا چاہے تو دُشمن کی تلوار کو بے اَثر کر دیتا ہے لیکن عَام حَالات میں اَیسا نہیں ہوتا، یہ ایک مُعجِزَاتی کَیفِیّت ہے جو ہر وَقت صادِر نہیں ہوتی۔ یہ کَیفِیّت مخصُوص حَالات میں ہوتی ہے کیُونکہ اللہ تعالیٰ خُود اَپنے قوانین کا پابَند ہے۔

خُود پَر پابَندی

بے شک قوَانین کا بنَانے والا اللہ خُود ہے۔ مگر اللہ بھی اُن میں تجاوَز نہیں کرتا کیُونکہ وہ اَپنے قوَانین کا خُود پابَند ہے۔ اِنسان سے وہ اِنسان ہی پَیدا کرے گا اَور جانوَر سے جانوَر ہی۔ آم کی گُٹھلی آم ہی دے گی اَور جامَن کی گُٹھلی

جامَن ہی۔ بارش، بادَل ہی بَرسائیں گے اَور رَوشنی سُورج ہی دے گا۔

سُورۃ اَلانعام میں ہے

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۝ (سُورۃ الانعام۔آیت نمبر۱۱۶)

کہ ''آیاتُ اللہ'' یعنی اللہ کے قوانین کوئی بَدل نہیں سکتا۔ دُوسری جگہ پر ہے کہ

لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۝ (سُورۃ یُونس۔آیت نمبر۶۴)

''اللہ کے قوانین میں تبدیلی نہیں ہوسکتی''

اَور یہ بھی قُرآن میں ہی مذکُور ہے کہ

كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝ (سُورَۃ البقرَۃ۔آیت نمبر۱۱۶)

(کائنَات کی ہر شے سِوائے اِنسان کے) ''اللہ کے قوانین کی پابَند ہے۔''

''کائنَات مجبُور ہے اَور اِنسان مُختار''

اِسی لئے کائنَات اللہ کے ہاں جواَب دِہ نہیں ہے جب کہ اِنسان جواَب دِہ ہے جواَب دِہی اِسی صُورت میں ہوتی ہے کہ جب کِسی کو کِسی کام کے کرنے کا اِختیار ہو۔ جب کِسی کو کِسی کام کے کرنے کا اِختیار ہی نہیں تو وہ اُس کے لئے جواَب دِہ نہیں۔

اَب اگر کِسی عَورت سے پِستَول کی گولی یا چھُرے کی نَوک پر ''گُناہ'' کرا لیا جاتا ہے تو وہ عَورت اُس ''گُناہ'' کے لئے اللہ کے ہاں جَواب دِہ نہیں، لیکن کوئی عَورت کِسی لالچ، کِسی پَسند کِسی خُوشامد یا کِسی مُعاوضہ پر اَپنی مَرضی سے ''گُناہ'' کرتی ہے تو وہ اللہ کے ہاں جواب دِہ ہے۔

ایک اِعتراض

کہا جاتا ہے کہ اَگر اللہ تعالیٰ کو بھی قوانین کا پابند تسلیم کر لیا جائے تو وہ قادرِ مُطلق نہیں رہتا۔ مجبُور ہو جاتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خِلاف ہے، لیکن ایسا سمجھنا اِنسان کی غلط سوچ ہے۔

مجبُور وہ ہوتا ہے جو کسی دُوسرے کی طَرف سے عائدکردہ پابندی کا پابند ہو لیکن جو اَپنے ہی بنائے ہُوئے قانُون کا پابند ہو تو اُسے مجبُور نہیں کہا جاتا بلکہ اصُول پرست کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کیُونکہ سب سے بڑا اصُول پسند ہے اِس لئے اُس کے قادرِ مُطلق ہونے میں کوئی شُبہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے قوانین

اللہ تعالیٰ نے جب کائنات تخلیق کی اور اُس کو چلانے کے لئے قوانین بنا دِیئے، تو اَب اگر وہ قوانین میں ردّ و بدل کرے تو ساری کائنات آپس میں ٹکرا جائے یا وہ کوئی قاعدے قوانین ہی مُرتّب نہ کرتا۔ روزانہ ہی سُورج مُختلف سمتوں سے نِکلتا۔ کھیتوں سے سبزیوں کی بجائے جانور پیدا ہوتے، پانی ڈھلان کی بجائے اُونچائی پر گرتا۔ ہر روز ہی کائنات ٹکراتی، تو ایک الگ بات تھی اَب جب کہ اُس نے نِظامِ کائنات کے لئے قوانین مُتعیّن کر دِیئے ہیں تو وہ بدلے گا نہیں۔ اِس لئے اُس نے کہا

''ہم ایسا کر سکنے کے باوجود، ایسا کریں گے نہیں۔''

لیکن اِنسان نے کر دِکھایا

کیُونکہ ساری کائنات میں اِنسان اَپنے اَعمال میں مُختار ہے (گو نتیجہ میں

نہیں) اِس لئے اِس نے اللہ کے قانُون بَدل دِیئے۔ کہ اَپنی مَطلَب بَراری کے لئے اِنسان کے اَندر اَیسے عَقِیدے پَیدا کردِیئے جِن کا حَقِیقت سے کوئی وَاسطہ نہ تھا اَور اِن عقائِد میں تبدِیلی کا سب سے بڑا ثبُوت کہ اِس نے اِنسان کی ''تقدِیر'' کو ہی بَدل دِیا کہ اُس کو بِگاڑنے اَور سنوارنے والا خُود تھا مگر اُس نے ساری ذِمہ داری اللہ پر ڈال دِی اَور کہنے لگا کہ،

''ہمارے گُناہوں کا ذِمہ دار خُود اللہ تعالیٰ ہے'' اِنسانوں کی اِس رَوِش کو اللہ تعَالیٰ قُرآن میں یوُں بَیان کرتا ہے۔

اللہ تعَالیٰ کی مَرضی

قُرآن کہتا ہے کہ دُنیا میں کُفّار اَور مُشرِکین کی یہ رَوِش ہے کہ وہ اَپنے اَعمال کے ذِمہ دار اَپنے آپ کو قرار نہیں دیتے بَلکہ کہتے ہیں کہ ''اگر اللہ کی مَشیئَت میں اَیسا نہ ہوتا تو ہَم کُفر و شِرک کی رَوِش کیسے اِختیار کر سکتے تھے۔ یہاں جو کچُھ ہوتا ہے اللہ تعَالیٰ کی مَرضی سے ہوتا ہے۔

سُورہَ اَلانعام میں ہے

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ
مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا○

(اَے رسُولؐ) ''جب تُو اِن مُشرِکین سے کہے گا کہ تُم نے یہ کیا رَوِش اِختیار کر رَکھّی ہے تو وہ اُس کے جوَاب میں کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی مَشیئَت ہی اَیسی تھی کہ اگر اللہ تعَالیٰ اَیسا نہ چاہتا تو نہ ہَم شِرک کرتے اَور نہ ہَمارے آباؤ اَجداد،''

(سُورۃ الانعام ۔ آیت نمبر ۱۴۹)

اُن کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا تَخۡرُصُوۡنَ ﴿۱۴۹﴾

(سُورۃ الانعام۔آیت نمبر۱۴۹)

''کہ اِن سے کہہ دو کہ جو کچھ تُم کہتے ہو تمہاری یہ قیاس آرائی اور جہالت ہے۔ حقیقت کا اِس سے کوئی واسطہ نہیں۔'' (۶:۱۴۹)

سُورۃ الزُّخرُف میں ہے

کہ جب تُم اُن سے یہ سوال کرتے ہو تو یہ اُس کے جواب میں کہتے ہیں کہ

وَقَالُوۡا لَوۡ شَآءَ الرَّحۡمٰنُ مَا عَبَدۡنٰهُمۡ ؕ
مَا لَهُمۡ بِذٰلِكَ مِنۡ عِلۡمٍ ۚ اِنۡ هُمۡ اِلَّا
يَخۡرُصُوۡنَ ﴿۲۰﴾ؕ (سُورۃ الزُخرف۔آیت نمبر۲۰)

''اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ہم کبھی اِن معبُودانِ باطل کی عِبادت نہ کرتے۔ ہم کیا کریں اللہ تعالیٰ کی مرضی ہی ایسی تھی اِنسان اُس کی مرضی کے خِلاف کیا کرسکتا ہے۔ لہٰذا ہم مجبُور ہیں۔ اِن سے کہہ دو کہ سراسر اُن کی جہالت اور حماقت ہے۔''

اللہ تعالیٰ پر بُہتان (نعُوذ باللہ)

سُورہ یٰسٓ میں ہے کہ جب اِن سرمایہ داروں سے کہا جاتا ہے کہ اپنی دولت کو کُھلا رکھو تاکہ اِن غریبوں کو بھی روٹی مِل سکے تو یہ کُفار مؤمنین سے کہتے ہیں کہ

وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ اَنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ
قَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنُطۡعِمُ
مَنۡ لَّوۡ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطۡعَمَهٗۤ ۖ

''واہ تُم یہ عجیب بات کہتے ہو اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا کہ یہ بھُوکے نہ رہیں تو وہ اِنہیں رِزق دیتا۔ ان کے بھُوکے ننگے رہنے سے صاف ظاہِر ہے کہ اللہ یہ چاہتا ہی نہیں کہ اُنہیں روٹی کپڑا مِلے۔'' (سُورۃ یٰسٓ۔ آیت نمبر ۴۷)

سو اللہ تعالیٰ تو یہ چاہتا ہے کہ یہ بھُوکے ننگے رہیں اور تُم ہَم سے کہتے ہو کہ ہَم اُن کے روٹی کپڑے کا اِنتظام کریں اگر ہَم ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی مَشیت کے خِلاف ہو گا۔ یہ اُس کے خِلاف اِعلانِ جنگ ہو گا تو اِس کے لئے ہَم تیار نہیں ہو سکتے۔

قُرآن نے اُس کے جواب میں کہا

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۴۷﴾ (سُورۃ یٰسٓ۔ آیت نمبر ۴۷)

''(کہ اُن سے کہو کہ اِس سے زیادہ اَور کیا کہا جائے) کہ تُم بڑے ہی گُمراہ ہو۔''

دِل ٹیڑھا ہو جاتا ہے

اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے کہ جب کوئی ٹیڑھی راہ اِختیار کرتا ہے تو اللہ اُس کا دِل ٹیڑھا کر دیتا ہے اَور جب کوئی سِیدھی راہ اِختیار کرتا ہے تو اللہ اُسے منزل پر لے آتا ہے۔ سُورۃ النِساء میں ہے کہ

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ
لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ
نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى ○ (سُورۃ النِساء۔ آیت نمبر ۱۱۵)

''جو لوگ رَسُولؐ کا اِتباع اور مؤمنین کا راستہ چھوڑ کر کوئی دُوسرا راستہ اِختیار کر لیتے ہیں تو وہ ''جِن کی راہ اِختیار کر لیتے ہیں ہَم بھی اُنہیں اُن ہی کے ساتھ مِلا دیتے ہیں۔''

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ ○ (سُورۃ البقرۃ۔ آیت نمبر ۱۵۲)

(اَور اُس کے بَرعَکس) جو ہَمیں یاد رکھتا ہے ہَم بھی اُسے یاد رکھتے ہیں۔

إِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ ○ (سُورۃ محمّد۔ آیت نمبر ۷)

اَور جو ہَماری مَدد کرتا ہے ہَم بھی اُس کی مَدد کرتے ہیں۔

تَصریحاتِ بالا سے صَاف ظاہِر ہے کہ اِنسان جو رَاستہ اَپنے لئے تجوِیز کرتا ہے اُس کے مُطابِق اللہ تعالیٰ کا قانُون اُن پر مُنطَبِق ہو جاتا ہے۔ جو شخص جِس طَرح کی رَوِش اِختیار کرتا ہے اِسی قِسم کی تَقدِیرُ اُس پر وَارد ہو جاتی ہے۔

بَقولِ شاعِر

تُو اَگر دِیگر شَوی، او دِیگر اَست

یہ مَفہُوم کیسے بَدل گیا؟

جو اُوپر بَیان کیا گیا ہے کہ یہ تو تھا تَقدِیرُ کا قُرآنی مفہُوم، یہ مفہُوم اِس مفہُوم میں کیسے بَدل گیا جو ہَمارے ہَاں لیا جاتا ہے۔ وہ یُوں کہ ہَمارے مَذہَبی پیشوَاؤں نے اِنہی اِعرَاض کے پیشِ نَظر وقت کے حاکموں سے مِل کر دِین کو مَذہَب میں بَدل دِیا۔ اُس سے اِن مَذہَبی پیشوَاؤں کی نَظر میں اللہ تعالیٰ ایک مُطلَقُ العنَان بادشاہ کی طَرح ہو گیا اَور اِنسان ایک مجبُور قَیدی کی شَکل۔ اِس طَرح مَذہَبی پیشوَا اِس جیل خانے کا دَارَوغہ بَن بیٹھا۔ جب دِین مَذہَب میں تبدِیل ہُوا تو خُود ہَمارے ہاں بھی کاہنَوں، (پیش گوئیَاں کرنے وَالوں) مُنجّموں، رَمّالوں، فَال نِکالنے وَالوں کے لَشکر پَیدا ہو گئے اَور صاحبِ اِختیار اِنسان، جِس نے تَقدِیرُ خُود اَپنے ہَاتھ سے لِکھنّا تھی، اَپنے ہاتھ دُوسروں کو دِکھا دِکھا کر اَپنی قِسمت مَعلُوم کرنے کے چکّر میں پھَنس گیا۔

عَلاّمہ اِقبالؒ کے اَلفاظ میں ؎

تَن بہ تَقدِیرُ، ہے آج اُس کے عَمل کا اَنداز
تھی نِہاں جِن کے اِرادوں میں خُدا کی تقدِیرُ
تھا جو، ناخُوب، بتَدرِیج وُہی خُوب ہُوا
کِہ غُلامی میں بَدل جاتا ہے قَومَوں کا ضَمِیر

جج اَور سَزا

پچھلے صفحوں میں آپ پَڑھ چُکے ہیں کہ ہر تَقدِیرُ کو اللہ اَپنے نام کے سَاتھ منسُوب کرلیتا ہے کہ ''ہَم اَیسا کرتے ہیں'' تو اِس سے یُوں لگتا ہے کہ اِنسان مجبُورِ محض ہے جو کُچھ کرتا ہے اللہ تعَالیٰ ہی کرتا ہے۔

اِس بات کی وَضاحت آسان لَفظُوں میں یُوں ہے کہ جب کِسی کو سَزا ہوتی ہے تو ہَمیں کہا جاتا ہے کہ جج نے سَزا دِی ہے۔ حَالانکہ جج نے سَزا نہیں دی۔ بَلکہ اُن قَوانِین نے سَزا دِی ہے جو اِس جُرم کے لئے مُقرّر ہیں۔ لیکن یہ سَزا منسُوب جج سے ہوتی ہے۔ اِس طَرح اِنسان کو جو کُچھ مِلتا ہے وہ اَعمال کا نتِیجہ ہوتا ہے جو قانُونِ مکافَات طَے کرتا ہے۔ لیکن اللہ تعَالیٰ اِس نتِیجہ کو اَپنے نام منسُوب کرلیتا ہے کہ ہَم ہی کِسی کو تنگی یا کُشادگی دیتے ہیں۔ دَراَصل یہ تَنگی اور کُشادگی اِن قوَانِین کی وَجہ سے ہوتی ہے جو اللہ نے بنَا رَکھّے ہیں۔

مُختصر یہ کہ اِنسان کا کوئی عَمل اللہ تعَالیٰ کے قانُونِ مکافَات کی زَد سے باہر نہیں رہ سکتا اِنسان کا ہر عَمل اُس کے دَائرے کے اَندر ہوتا ہے (۳:۱۱۹) اِس لِئے

اِنسان کا کوئی کام بھی نتیجہ مُرتّب کیے بغیر نہیں رہ سکتا اور یہ ہی اِنسان کی تَقدِیُر ہے یہ کبھی ذَاتی اَعمال کی وَجہ سے ہوتی ہے اور کبھی حکُومتِ وقت کے اَعمال کی وجہ سے۔

اَہَم نُکتہ

یہاں یہ یاد رَکھیں کہ جہاں محنت کا عَمل ختم ہوتا ہے وَہاں تقدِیُر کا عَمل شُروع ہوتا ہے۔ مگر بَعض اُمور اَیسے ہیں جو اِنسان کی محنَت سے ماوَراء ہیں۔ یَعنیٰ اِنسان کی دَسترَس سے باہر ہیں۔ مثلاً بارش کا نہ ہونا، عَورت یا مَرد کا اَولاد پَیدا کرنے کے قابِل نہ ہونا، بجلی کی کَڑک اَور بادَلوں کی گَرَج چَمک سے فصلوَں کا تباَہ ہونا۔ وَباؤں اَور زَلزلوَں کا آنا۔ تو اَیسے ہی دِیگر اُمور کا تعلُّق نِظامِ قُدرت سے ہے۔ تَقدِیُر سے نہیں۔ بَعض لَوگ اِسے اِنسان یا حکُومت کے اَعمال سے منسُوب کرتے ہیں۔ مگر یہ زیادہ دُرست نہیں بشرِطیکہ عذَاب کی صُورت میں نہ ہوں۔



آخر میں اللہ تعَالیٰ سے میری دُعاء ہے کہ وہ اِس کِتابچہ سے اُمّتِ مُسلِمہ کو اور طابعینِ عُلومِ شرِیعَت کو نفَع پہُنچائے اَور مَیں اِبتدا میں بھی اور خاتمہ پر بھی رَبُّ العِزّت کی حمد کرتا ہُوں اور اُس کے بَندے، رَسُول، پیغمبرؑ اَور آخرِی نبی ﷺ پر اللہ اَپنی رحمتیں اَور سلامتی نازِل فرمائے۔

وَمَا عَلَینَا اِلاَّ البَلٰغُ المُبِینَ.

اَحسَن عبّاس

یہ کتاب مفت تقسیم کی گئی۔

منجانب: آپ کا ایک خیر خواہ بھائی

رابطہ کیلئے پتہ
پوسٹ بکس نمبر 81 کراچی 74200

Scanned by CamScanner